Digitized by Khilafat Library Rabwah.

و آلام بہشت و دوزخ وارد ہین یہہ کیونکر ہو سکتی ہین یا ایک مسلمان اسلام کو ترک کرتا ہے اسلیئے کہ اسلام مین حشر اجسام و حسی نعیم و آلام وارد ہین - اور انکا وجود محال ہے ایسے لوگون کو امام صاحب تو یہہ فرماتے ہین کہ چپ رہو یہہ بحث مت کرو اسمین دین کا ضرر ہے - اور سید احمد کہتا ہے کہ اس امر مین بلکہ دین کے کسی مسئلہ مین بحث کرنے مین کچھہ اندیشہ نہین ہے - اور حشر اجسام و حسی نعیم و آلام کی حقیقت سمجھانے کو مستعد ہوتا ہے ان دونون مین کون شخص دین کو نفع رسان ہے اور کون ضرر رسان -

اعتراض سوم کا حاصل یہہ ہے کہ جن آیات و احادیث سے خدا کا جزئیات شتی کو جاننا ثابت ہوتا ہے اگر ان آیات سے یہہ امر منکر کے نزدیک ثابت نہین ہے تو وہ مکذب آیات کیونکر ہو سکتا ہے ؛

اعتراض چہارم کا محصل یہہ ہے کہ جو شخص کہتا ہے کہ رسول نے مصلحۃ ترغیباً و ترہیباً معاد عقلی کو معاد جسمانی کے پیرایۂ مین بتایا ہے - اور علم کلی خدا تعالی کو علم تفصیلی کے پیرایۂ مین ظاہر فرمایا ہے - اور یہہ کہنا جھوٹ بھی نہین ہے اسلئے کہ جس بات مین لوگون کی بہتری ہو اسکا بیان کرنا اگرچہ خلاف واقعہ ہو جھوٹ نہین ہوتا وہ شخص پیغمبر کو کھلم کھلا تو جھوٹا نہین بتاتا پھر اسکو صاف صاف رسول کی تکذیب کرنے والا کیون ٹھرایا گیا -

اس اعتراض اور اعتراض سوم کی **تائید یا تفریع** مین آپنے فرمایا ہے اصل یہہ ہے کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ پر یقین کیا اسنے ذات باری کو جامع جمیع صفات و بری جمیع نقصانات سے یقین کیا ہے اور جس شخص نے محمد رسول اللہ پر یقین کیا اسنے نبی صادق کو تسلیم کیا اور ما جاء بہ کو حق مانا ہے پس اسکے کسی قول سے اپنے قیاس کے مطابق ایک امر کا استنباط کرنا اور کہنا کہ اس سے تکذیب رسول لازم آتی ہے تفسیر القول بما لا یرضی بہ قایلہ ہے اور اس تفسیر سے جسکو خود قایل قبول نہین کرتا اسکی تکفیر بہت بڑی غلطی اور نادانی ہے - ممکن ہے کہ اسکی تمام تاویلون کو اور تمام دلیلون اور براہین کو ظن و وہم و سفسطہ

کہا جاوے مگر اسکو کافر نہین کہا جا سکتا پس کلمہ گو کو کافر کہنا سخت گمراہی ہے لا نکفر احدًا من اہل القبلۃ صحیح اور ٹہیک مذہب ہے۔

راقم کہتا ہے جواب اعتراض اول یہہ ہے کہ قول سابق مین جو امام صاحب نے برہان کی قائم کرنے اور اسکو قطعی قرار دینے مین اختلاف اور غلطی کا ممکن ہونا تجویز کیا ہے اور اسکے سبب تکفیر سے منع کیا ہے تو وہ ایسے محل (ظاہر آیۃ یا حدیث) کی نسبت ہے جو اپنے ظاہری معنے پر قطعی الدلالۃ نہین ہے۔ اور اسمین تاویل کی گنجائیش ہے اور جو اس قول مین منکرین حشر اجسام پر فتوی کفر لگایا ہے تو یہہ ایسے محل (نص قطعی) مین تاویل کرنے والہ کی نسبت ہے جو قابل تاویل نہین اور وہ اپنے معنے منصوص پر قطعی الدلالۃ ہے۔ یہہ بات آپ نے اس کلام مین (جسپر معترض نے اعتراض کیا ہے)† کہولکر فرمادی ہے اور آپکے قول آیندہ‡ مین بہی اسکی تشریح موجود ہے پر جناب معترض نے اسکی طرف توجہ نہین کی۔ پس امام صاحب کا قول سابق اس قول کے مخالف نہوا اور معترض کا اعتراض تخالف و تناقض مندفع ہوا۔

رہا آپکا یہہ اعتراض - کہ تمہارے نزدیک اس محل کا قابل تاویل ہونا اور اسکے ظاہر معنے کا بدلیل قطعی محال ہونا مسلم نہ سہی خصم (منکر و مؤول) کے نزدیک تو وہ مسلم ہے پہر اسکی تکفیر کیونکر واجب ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر تکفیر کے باب مین زعم و عندیہ مخالف کا (جسکی تکفیر کیجاوے) لحاظ ضروری ہو تو دنیا مین کسی کافر کو (جب تک وہ اپنے نزدیک کافر نہو اور خود کافر نہ کہلاوے) کافر کہنا صحیح نہو۔ حالانکہ باتفاق کل بہت ایسے لوگون کو کافر کہا گیا ہے جنہون نے اپنے تئین کافر نہین سمجہا۔

لابد اس امر کا فیصلہ کہ منکر یا مؤول اپنے انکار و تاویل مین قطعیات کا انکاری ہے اور اسکے انکار و تاویل کے ان قطعیات مین گنجائیش نہین ہے اسلئے وہ کافر ہے ہر شخص اپنے ہی تحقیق سے کرتا ہے جس حکم یا آیت کو وہ اپنے نزدیک قطعی اور واجب التسلیم جانتا ہے اور اسمین تاویل و انکار کی گنجائیش نہین دیکہتا اسکے منکر و مؤول کو کافر کہدیتا ہے اسمین زعم

---

† دیکہو نمبر سابق ص ۲۲۲

‡ یہہ نمبر آیندہ مین آویگا

وعندیہ خصم کی موافقت واجازت کا منتظر نہین رہتا۔

دور **کیون** جاوین آپ ہی کے فتوی تکفیر کو کیون نہ دیکھین۔ جن لوگون **آپنے** زبانی زبانی **کافر** کہا ہے (گو دل مین آپکو کسیکے کافر ہونیکا اعتقاد نہین ہے چنانچہ مضمون تہذیب ماہ ذیقعدہ ۹۶ھ اسپر شاہد ہے) اون لوگون کی تکفیر مین آپنے انکے زعم وعندیہ کا لحاظ نہین فرمایا۔ کیا جنکو کافر مطلق کہا ہے[†] وہ سب اپنے نزدیک کافر ہین؟ اور اپنے اعتقاد یا عمل کو کفر سمجھکر اسکے مرتکب ہین؟ اور جنکو مشرک[‡] بنایا ہے وہ سب اپنے خیال مین مشرک ہین؟ اور اپنے فعل یا اعتقاد کو شرک حقیقی سمجھتے ہین؟ اور اسمین خدا تعالی کی ناراضگی کا یقین رکھتے ہین؟۔

کفار و مشرکین مکہ کا حال تو قرآن وحدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھہ کفر یا شرک

[†] دیکھو تہذیب ماہ محرم سنہ ۹۷ صفحہ ۱۱ جسکی عبارت اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۳ مین بصفحہ ۲۰۸ گذری ہے۔

[‡] دیکھو تہذیب ماہ صفر سنہ ۹۷ صفحہ ۱۳۷ جسمین آپ فرماتے ہین کہ تاریخی واقعات سے ثابت ہے کہ ہر قوم مین کوئی نکوئی رفارمر یا پیغمبر گذرا ہے جسکی تعلیم کی بنیاد وحدانیت باری پر قائم ہوئی ہے گو کہ بعد کو لوگون نے اس ذات وحدہ کے ماسوا کی پرستش اختیار کی ہو اور کسی دوسری شے مین الوہیت کا یقین کیا ہو جو شرک حقیقی کے لوازم ذاتی مین سے ہے تو ایسے فرقہ کو مین خدا کی رحمت مین باوجودیکہ اسکی بے انتہا وسیع ہے ... انہی لوگون مین وہ لوگ بھی داخل ہین جنکی قوت مدرکہ بچپن سے اور ابتدا عمر سے ایسی تعلیم و تربیت کی بوجہ مٹ گئی ہو یا معاشرت کی بندشون مین بندگئی ہو جو ایمان باللہ اور اسکی توحید فی الذات و فی الصفات و فی العبادۃ کے منافی ہین۔ اور اسکے سبب سے انکے دل مین اس نامعلوم وجود کے بتانے والے کی یا اسکو یاد دلانے والے کی بات نہین سماتی یا انکی ہمہ بر رسائی نہین جاتی یا لاعلمی و ناسمجھی کے سبب سے اسکو سمجھنے کی اور جو سمجھتے ہین اسکے جستجو کی اور جو کرتے ہین انکو کوئی جائز کی معذرت کیجاتی ہے۔ × × × × × اس فرقے کو بھی مین خدا کی رحمت مین باوجودیکہ بے انتہا وسیع ہونے کی جگہ نہین دے سکتا۔"

یا فسق وہ لوگ کرتے اسکو کفر و شرک و فسق نہ سمجھتے بلکہ سراسر عبادت و اطاعت† و قربت خدا خیال کرتے اور اس سے روکنے والون (آنحضرؐ اور اونکے اصحاب) کو خارج از دین و مخالف

† والذین اتخذوا من دون اللہ اولیار ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ۔ ان اللہ یحکم بینہم فی ما ہم فیہ یختلفون ان اللہ لا یہدی من ہو کاذب کفار ۔ زمر ع ۱ ۔

جنہون نے خدا کے سوے اور کارساز بنائی ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ ہم تو انکو اسواسطے پوجتے ہین کہ یہہ ہمکو خدا سے نزدیک کردین اللہ تعالی انمین فیصلہ کریگا جسمین یہہ اختلاف کر رہے ہین اللہ تعالی جہوٹے ناشکر یکو راہ نہین دکہاتا۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنکو وہ پوجتے ہین اور پکارتے انکو اصلی معبود نہ سمجھتے۔ بلکہ اصلی معبود خداتعالی کو سمجھتے اور انکو محض وسیلہ خیال کرتے اور اس تجویز سے وہ بزعم خود حقیقی شرک نہ کرتے۔ پہر خدا تعالی نے برخلاف انکے خیال کے انکے فعل کو شرک ٹہرایا اور اونکو کفار یعنے بڑے کافر بتایا۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحانہ وتعالی عما یشرکون یونس ع ۲ ۔

اور خدا کے سوے انکو پوجتے جو نہ انکو نقصان پہنچاتے نہ نفع پہنچاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ یہہ لوگ ہمارے اللہ کے پاس سفارشی ہین تو کہدے تم خدا کو بتاتے ہو جو خدا آسمانون اور زمینون مین نہین جانتا۔ وہ پاک ہے اس سے جسکو اسکا شریک بتاتے ہین۔

یہہ آیۃ بہی صاف ناطق ہے کہ جسکو وہ پوجتے تہے اسکو خدا یا خدا کی مثل نہ سمجہتے بلکہ خدا کی جناب مین سفارشی بناتے تہے۔ پہر بہی خدا نے انکو مشرک کہا اور انکے خیال و اعتقاد کا لحاظ نفرمایا۔

واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہ آباءنا واللہ امرنا بہا قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۔ اعراف ع ۳

اور جب وہ کوئی بے حیائی (بت پرستی یا طواف بحالت برہنگی) کرتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمنے اپنے بزرگون کو اسپر پایا اور یہی خدا نے حکم دیا ہے تو کہدے خداتعالے بے حیائی کا حکم نہین دیتا کیا تم خدا پر افترا کرتے ہو جسکا علم نہین رکہتے۔

اطاعت رب العالمین خیال کرتے۔ بااینہمہ خدا تعالے انکو کافر ومشرک ٹہرایا اور اور انکے زعم وخیال کا لحاظ نفرمایا اور آپنے بہی ایسے لوگون کا کافر ومشرک مخلد فی النار

وقال الذین اشرکوا لوشاء اللہ ما عبدنا	مشرکون نے کہا خدا کی مرضی نہوتی تو ہم
من دونہ من شئ نحن ولا آباؤنا ولا حرمنا	اسکے سوائے کسیکو نہ پوجتے اور نہ کچھ حرام
من دونہ من شئ کذالک فعل الذین من قبلھم نحل ع ۵	کرتے انکو کہدو تمہارے پاس اسکی کچھ سند ہے؟
قل ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون	کہ تم اسکو پیش کرو۔ تم تو اپنے ظن وخیال ہی
الا الظن وان انتم الا تخرصون انعام ع ۱۸	کے پیرو ہو اور تم اٹکلین ہی دوڑاتے ہو
ما لہم بذلک من علم ان ہم الا یخرصون۔ زخرف ع ۲	تم کو اس امر کا علم نہین یہہ آیتین بہی صاف صاف

ناطق ہین کہ جو کچھ وہ شرک وغیرہ کرتے اسمین وہ بزعم خود حکم ورضاء الہی کی تابع تہے تسپر خدا نے مشرک کہا اور انکے عندیہ وخیال کا کچھ لحاظ نفرمایا۔

اور سورہ یونس ع ۴۔ بنی اسرائیل ع ۷۔ نحل ع ۵۔ عنکبوت ع ۷۔ لقمان ع ۳۔ زخرف ع ۱ و ۷ زمر ع ۴۔ وغیرہ مقامات مین مشرکین کے صاف صاف اعتراف منقول ہین کہ عالم مین جو کچھ پیدائش وتدبیر ہین جلانا مارنا رزق دینا مینہ برسانا چاند سورج کو چلانا رات دن کا نکالنا ڈوبتے ناؤن کو بچانا سبہی خدا کی قدرت مین ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اصل معبود خدا ہی کو جانتے اسکے سوائے جنکو مانتے بزعم خود بہی خدا مانتے اور اسکی عبادت کو عبادت خدا کیطرح اصلی وحقیقی عبادت نہ جانتے بلکہ عبادت وقرب خدا کا وسیلہ خیال کرتے بااینہمہ خدا اور رسول نے انکو مشرک قرار دیا۔ اور انکے خیال وخانہ ساز اعتقاد کا کچھ لحاظ نکیا۔ اور صحیح مسلم مین حضرت ابن عباس سے حدیث ہے کہ مشرک کعبہ

عن ابن عباس قال کان المشرکون یقولون لبیک	کا طواف کرتے تو اسمین یہہ کلمات کہتے اے خدا ہم
لبیک لا شریک لک فیقول رسول اللہ ﷺ قد قد فیقولون الا شریکا	تیری عبادت کیلئے حاضر ہین تیرا کوئی شریک نہین
ہو لک تملکہ وما ملک یقولون ہذا وہم یطوفون بالبیت	ہے بجز ایک شریک ہے سو بہی ایسا ہے کہ تو اسکا مالک

ہونا تسلیم کرلیا ہے ۔ پس اگر ایسا ہی امام غزالی نے منکرین حشر اجسام و اخروی نعیم و آلام اپنی تحقیق سے بلا لحاظ زعم و عندیہ اون منکرین کے کہا تو کیا برا ۔ کفر یا شرک وغیرہ مذہبی جرائم کی تجویز پر کیا حصر ہے عقلی اور دنیاوی جرائم کو کسی شخص مین ثابت کرنے وقت بھی ایسے ہی قانون پر فیصلہ ہوتا ہے کہ جہان کسی شخص مین کوئی امر خلاف

ہے وہ خود مالک نہین ہے یا جسکا وہ مالک ہے وہ بھی تیرے ملک ہے انکی یہہ کلمات بھی صاف تقریر دلاتی ہین کہ وہ کسی معبود کو خدا کی برابر نہ سمجھتے اور بزعم خود شرک حقیقی کے مرتکب نہ تھے تسپر آنحضرت نے انکو نچھوڑا اور اس لفظ سے جسمین اونہون نے ایک معبود پر لفظ شریک کا اطلاق کیا تھا منع کیا اور انکو خیال کا کچھ لحاظ نفرمایا ۔ بالجملہ ان آیات و احادیث سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین عرب اپنے زعم و خیال مین مشرک نہ تھے پہر خدا و رسول نے انکو مشرک کہا اور انکی عندیہ کا اعتبار نفرمایا اور اس مضمون کی آیات و احادیث بہت ہین کہ از انجملہ بعض آیات بجہ قول سابق بصفحہ ۱۸۸ ہی نقل ہو چکے ہین ۔

یہان شاید کوئی نیچری یا کوئی اور ملحد خدا و رسول پر یہہ اعتراض کرے کہ جبکہ انہین مشرکین کو خدا اور دوسرے معبودون کی نسبت یہہ اعتقاد تھا جو قرآن و حدیث سے بیان ہوا تو پہر خدا اور رسول نے انکی عبادت غیر اللہ کو شرک حقیقی کیون ٹہرایا ۔ یہہ غلطی ہے اور سراسر نا انصافی ۔ **اسکا جواب** یہہ ہے کہ جن صورتون اور ہیئتون معہ قالبون کو (جیسے سر جھکانا ۔ گڑگڑانا وامثال ذلک) خدا نے عبادت حقیقی ٹہرا کر اپنے لئے مخصوص کیا تھا اور اپنے سوا اورون کے لئے انکی بجالانیکو (گو کسی نیت و خیال سے ہو) حقیقی شرک ٹہرا دیا تہا انہین اونہون نے غیرونکو شامل کرلیا اور اس فعل سے اپنی ادعائی اعتقاد کو جہوٹا کردیا اسلئے خدا نے انکو مشرک ٹہرایا اور انکے اعتقاد کو کان لم یکن سمجھکر اسکا اعتبار نکیا اور ثبوت اس امر کا کہ جب عمل اعتقاد کا مکذب و مخالف ہوتا ہے تو وہ لائق اعتبار نہین رہتا عنقریب بصفحہ (۲۳۳) آتا ہے جہان مخاطب کی اس کلام کا جواب ہے جو اعتراض سوم و چہارم کی تائید یا تفریع مین اوسنے کہا ہے ۔

عقل یا خلاف اصول معاشرت کوئی تجویز کرتا ہے تو اسمین اپنے ہی تحقیق کے بہروسے اس شخص پر وہ جرم جما دیتا ہی اسمین مجرم کی عندیہ کا لحاظ نہین کرتا۔

حضور پر نور ہی کو دیکہو جب عہدہ مجسٹریٹی پر مامور تہے تو جس شخص کا اپنی تحقیق سے چور ہونا ثابت کرتے اسکو جیلخانہ مین بہیجدیتے اسمین مجرم کی زعم و عندیہ کی رعایت نکرتے اور جسکو قتل عمدی کا مرتکب قرار دیتے اسکو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ اپنے زعم مین قاتل ہی یا نہین پہانسی کے لئے حاکم بالادست کے پاس بہیجدیتے اور اب بہی جس منصب پر ہین اسمین بہی یہی کار روائی کر رہے ہین۔ جسکو اپنی تحقیق و خیال سے غیر مہذب یا غیر محقق یا بے عقل یا خطا پر سمجہتے ہین اسپر اپنے خیال کے موافق ہی احکام لگاتے ہین اسمین زعم مخالف کا لحاظ نہین فرماتے

بالجملہ تکفیر یا تخطیہ یا تضلیل مین زعم مخالف کا لحاظ کرنا ایسا امر ہے جسپر نہ خدا کا عمل ہے نہ کسی رسول کا نہ کسی مذہب و ملت کے علماء کا نہ کافہ انام و عامہ عقلاء کا حتے کہ خود جناب آنرایبل صاحب کو بہی اسکی پابندی نہین ہے۔ پہر امام غزالی پر اسکے خلاف کا الزام لگانا خدا و رسول و کافہ خلائق پر الزام لگانا ہے اور اپنے آپ کو خود ہی جہٹلانا ہے اور یہہ بہادری بجز آنرایبل صاحب کس سے ہوسکتی ہے۔

این کار از تو آیدٔ مردان چنین کنند

جواب اعتراض اول پورا ہوا اور یہہ اس انداز سے لکہا گیا ہے کہ جواب اعتراض سوم و چہارم بہی اسمین ادا ہوا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ گو منکر کے نزدیک علم باری متعلق جزئیات آیات و احادیث سے ثابت نہو۔ اور گو بناء علیہ وہ اپنے زعم مین منکر و مکذب آیات نہو مگر نفس الامر مین اور خدا و رسول و مسلمانون کے نزدیک تو وہ علم آیات و احادیث سے اس وضاحت سے ثابت ہی کہ ان مین تاویل کی گنجائش نہین ہے اسلئے وہ نفس الامر مین اور خدا و رسول و مسلمانون کے نزدیک ان آیات و احادیث کا مکذب ہے۔ اور اسباب مین اسکی زعم

و خیال کا کچھہ لحاظ و اعتبار نہین ہے - بحکم ان آیات کے جنکا بیان ابھی گذرا ہے - ایسا ہی جو شخص رسول کی نسبت کہتا ہے کہ واقعہ مین حشر اجسام محال ہے اور اسکا ہونا ناممکن ہے ایسا ہی خدا کا جزئیات کو جاننا ناممکن و غیر واقعی ہے مگر رسول نے ان باتون کو مصلحۃ بیان کر دیا ہے یہہ شخص نفس الامر اور واقع مین رسول کو جھوٹ بولنے والا قرار دیتا ہے گو اپنے زعم مین اس جھوٹ کو جھوٹ نہین سمجھتا یا سمجھتا ہے پر اسکا نام نہین لیتا -

پس اگر شق اول ہے تو بحکم آیات سابقہ اسکی سمجھہ کا اعتبار نہین ہے اور وہ واقعی کذب رسول کا مجوز ہے - اور اگر شق ثانی ہے تو وہ اور شریر و مکار ہے اس جھوٹ کو جھوٹ نہ کہنے مین اور اسکی شرارت و بزعم خود حکمت عملی ہے جسکے ذریعہ سے وہ مسلمانون کو دام مین لاتا ہی اور انسے نبی کی تعلیمات و اعتقادات کا انقیاد چھوڑاتا ہے - اگر وہ نبی کی بات کو صاف جھوٹ کہے تو مسلمان لوگ اسکو کافر و منکر سمجھکر اسکی بات نہ سنین اسلئے وہ نبی کو صاف جھوٹا نہین کہتا بلکہ نبی پر ایسی بات جماتا ہے جس سے احمق و بے سمجھہ ایک نہ ایک دن خود ہی نبی کو جھوٹا کہنے لگین اور اسلام کو سلام کرین -

ایسا شخص ظاہری منکر و کھلے کافر سے بڑھکر اسلام کا دشمن ہے اور اسکی عداوت عداوت شیطان کے ہمرنگ ہے جسکی نسبت خدا نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وہ شیطان اور اسکی جماعت تمکو دیکھتی ہین جہان سے تم انکو نہین دیکھتے - مالک بن دینار کا قول ہے کہ جو دشمن تجھے دیکھے اور تو اسکو نہ دیکھے وہ سخت مصیبت مین ڈالتا ہی

انہ یراکم ہو و قبیلہ من حیث لا ترونہم اعراف ع ۳ -
قال مالک بن دینار ان عدواً یراک ولا تراہ لشدید المؤنۃ الا من عصمہ اللہ (معالم التنزیل)

اور جو اعتراض سوم و چہارم کی تائید مین (گویا ہمارے اس تقریر کی جوب مین) آپنے فرمایا ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ پر یقین کیا اسنے خدا کو سب نقصانون سے بری جانا اور رسول کو صادق و برحق مانا پھر اسکے قول سے تکذیب رسول نکالنا اور بدست آویز اسکے اسکو

کافر قرار دینا غلطی و نادانی ہے اور کلمہ گو کو کافر کہنا سخت گمراہی ہے اور اہل قبلہ کی تکفیر سے بچنا نہایت صحیح و درست مذہب ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ جس شخص کے قول یا فعل سے یقیناً رسول کی تکذیب نکلتی ہے اسکا دل سے لا اله الا الله محمد رسول الله کہنا کب مسلم ہے اگر وہ دل سے اس کلمہ پر یقین رکھتا تو اپنے قول وعمل سے رسول کی تکذیب نکرتا اسکا قول وعمل جو یقیناً رسول کو جھٹلاتے ہین صاف یقین دلاتے ہین کہ وہ کلمہ صرف زبان سے منافقانہ طور پر کہتا ہے اسکے دل مین اسکا کچھہ اثر و یقین نہین ہے اور اس زبانی اقرار سے اسکا مقصود دفع مضرت ہے یا جلب منفعت ہو اور اس زمانہ شوکت کفر مین گو کفر کے اظہار و اشاعت مین چندان ضرر نہین ہے مگر اسکے چھپانے مین منفعت یہہ ہے کہ اس پیرایہ مین اسلام کی تکذیب وتخریب اور ملحدانہ عقاید کی اشاعت وترویج بآسانی ممکن ہے جو کھلم کھلا کافر ہوکر ابطال اصول اسلام کا لکچر سناوے تو اُسکو لکچر مین کوئی دیندار نہ آوے مسلمان بن کر جو کچھہ چاہے سے لوگون کو سناوے اس قسم کے لوگ ہر زمانہ مین چلے آئے ہین اور انپر خدا اور رسول اور علماء اسلام نے یہی فتوی لگائے ہین کہ انکی کلمہ گوئی دفع مضرت یا جلب منفعت کے لئے ہے اور حقیقت مین یہہ اس کلمہ کے منکر اور منافق اور زندیق ویسے جیسے مرتد ہین۔

کتب فقہ مین ان لوگون کے احکام کے بیان مین مستقل ابواب مقرر و منعقد ہین اور کتاب وسنت مین بہت جگہہ انکا ذکر موجود ہے۔ منافقین عصر نبوی کا حال سورۃ بقرہ مین بیان

ومن الناس من یقول امنا بالله وبالیوم الآخر
وما ہم بمؤمنین - بقرہ - ۶ ۱ -

فرمایا ہے کہ بعض ایسے لوگ ہین جو کہتے ہین ہم خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان لائے - اور وہ حقیقت مومن نہین ہین

اور سورہ نساء مین فرمایا ہے کیا تون نے نہین دیکھا ان لوگون کو جو اپنے خیال مین اس کتاب پر جو تجھہ پر نازل ہوئی ہے اور اسپر جو تجھسے پہلے نازل ہوئی ایمان لائے ہین

الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل

پھر اپنے مقدمات کا فیصلہ ایک بڑے سرکش

الیک وما انزل من قبلک یریدون ان
یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا
بہ ویرید الشیطن ان یضلہم ضلالاً بعیدا
واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ والی
الرسول رایت المنفقین یصدون عنک
صدودا فکیف اذا اصابتہم مصیبۃ بما قدمت
ایدیہم ثم جاؤک یحلفون باللہ ان اردنا
الا احسانا وتوفیقا۔ اولئک الذین یعلم
اللہ ما فی قلوبہم فاعرض عنہم وعظہم
وقل لہم فی انفسہم قولا بلیغا۔ وما ارسلنا
من رسول الا لیطاع باذن اللہ ولو انہم
اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر
لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔
فلا وربک لا یؤمنون حتے یحکموک فیما شجر
بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت
ویسلموا تسلیما۔ سورہ ن ع ۹۔

سے چاہتے ہین حالانکہ اس شخص کی اتباع سے وہ منکر ہونے کے مامور ہین۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ اُنکو دور بہلا دے جب اُنکو کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی طرف جو خدا نے اوتارا ہے اور رسول کیطرف آؤ تو منافقین کو تو دیکھتا ہے کہ اس سے رکتے ہین انکا کیا حال ہوگا جب انکو مصیبت پہنچیگی بدلے ان عملون کے جو انکے ہاتھون نے آگے بہیجا پہر وہ تیرے پاس آوینگے اور قسمین کہاوینگے کہ ہم نے تو اس سرکش کے پاس جانے سے بجز باہمی سلوک و ملاپ اور کچہہ نہین چاہا۔ خدا جانتا ہے جو انکے دلون مین ہے انکی اسبات کو جانے دے اور اونکو نصیحت کر اور ایسی بات کہہ دے جو انکے دل لگے۔ ہمنے جو رسول بہیجا ہے سو اسی لیے بہیجا کہ لوگ خدا کے حکم سے اسکی اطاعت کرین اور جب وہ اپنی جانون پر ظلم کئے تہے تیرے پاس آتے اور اللہ سے بخشش چاہتے تو خدا کو متوجہ اور مہربان پاتے تیرے خدا کو ہی قسم ہے کہ یہہ ہرگز مومن نہونگے جب تک کہ اپنے جہگڑون مین تجہے حاکم نہ بناوین اور جو تو فیصلہ کردے اس سے جی مین تنگی نہ لاوین اور اسکو مان جاوین۔

یہہ آیات اون منافقون کے حق مین اتری ہین جنہون نے بعض مقدمات مین آنحضرت کے فیصلہ سے ناخوش ہوکر اورون سے فیصلہ چاہا تہا انہین سے ایک منافق نے جب حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

عمر کے پاس آنحضرت کے فیصلہ پر ناراضگی کا اظہار کیا اور اُنسے فیصلہ کرانا چاہا تو انہوں نے اسکو قبل نزول وحی و اعلام نبوی منافق قرار دیا اور اس سے مرتدین فتنہ اندازون کا سا معاملہ کیا۔ دیکھو تفسیر کبیر صفحہ ۳۶۹ جلد ۳ و تفسیر جلالین و فتح البیان وغیرہ۔

اور نیز سورہ نساء مین فرمایا ہے خدا منافقون اور کافرون کو دوزخ مین اکٹھا کریگا۔

ان الله جامع المنافقين والكفرين فی جہنم جميعا الذين يتربصون بكم فان كان لكم فتح من الله قالوا الم نكن معكم وان كان للكفرين نصيب قالوا الم نستحوذ عليكم ونمنعكم من المؤمنين فالله يحكم بينهم يوم القيمة ولن يجعل الله للكفرين على المؤمنين سبيلا۔ ان المنفقين يخدعون الله وهو خادعهم واذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى يراؤن الناس ولا يذكرون الله الا قليلا مذبذبين بين ذلك لا الى هؤلاء ولا الى هؤلاء ومن يضلل الله فلن تجد له سبيلا سورہ نساء ع ۲۱۔

جو تمہارے (حال کے) منتظر رہتے ہین پس اگر تمہارے جیت ہو تو کہتے ہین کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر جیت تمہارے مخالفون کے حصہ مین آوے تو اونکو کہتے ہین کیا ہمنے تم پر غلبہ پاکر تمکو مومنون سے نہین بچایا۔ اللہ قیامت کو انمین فیصلہ کریگا۔ خدا کافرون کو مومنون کے مٹا دینے کی راہ نہ دیگا۔ منافق (بزعم خود) خدا کو فریب دیتے ہین اور خدا اُنکو فریب کا بدلہ دیتا ہے (اور اونکے پردے کہولتا ہے) اور جب وہ نماز کے لئے کہڑے ہوتے ہین تو سست ہو کر کہڑے ہوتے ہین اور صرف لوگون کو نماز دکہاتے ہین اسمین خدا کا نام کم ہی لیتے ہین۔ وہ دونون فریق (مومنین و کافرون) مین مذبذب ہین نہ ادہر کے نہ اودہر کے اور جسکو خدا بہکا دے اُسکے لئے تو ہرگز راہ نہ پاویگا۔

اور سورہ توبہ مین فرمایا ہے منافق ڈرتے ہین کہ اونکے شان مین ایسی صورت نازل ہو

يحذر المنفقون ان تنزل عليهم سورة تنبئهم بما فی قلوبهم قل استهزءوا ان الله

جو انکے دلون کی بات بتادے تو کہدے تم ہنسی کرتے جاؤ۔ خدا ظاہر کریگا جس سے تم ڈرتے ہو۔

---

۲ یہ ڈر بنابر [illegible] ظہور [illegible] تھا۔ خبر ہو کہ سب کا ذکر واقعی یہ خوف تہا اگرچہ نبوت کا یقین نہ تہا۔ تفسیر کبیر۔

مخرج ما تحذرون ولئن سالتهم ليقولن
انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وآيته ورسوله
كنتم تستهزؤن - لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم
ان نعف عن طائفة منكم نعذب طائفة بانهم
كانوا مجرمين - سوره توبہ ع ۸ -

اور اگر اونسے پوچھے (کہ تم تبوک رستہ مین اسلام واہل اسلام کی اہانت کیون کرتے تہے) تو یہی جواب دینگے کہ ہم کہیلتے (اور سفر کاٹنے کو) باتین کرتے - تو کہدے کہ کیا اللہ اور اور اوسکی آیتون اور اسکے رسول سے تم ہنسی کرتے تہے تم یہہ عذر نہ کرو تم (ایسے باتون کے سبب) کافر ہوچکے اس ایمان کے پیچہے (جسکا زبان سے اظہار کیا تہا) اگر تم مین سے ایک فرقہ کو ہم معافی دینگے تو دوسرے کو عذاب مین پکڑینگے اسلئے کہ وہ بہی مجرم تہے -

کتب تفاسیر - فتح البیان - معالم - جلالین - تفسیر کبیر - وغیرہ مین بیان کیا ہے کہ

ان رجلا من المنافقين قال في غزوة
تبوك ما رايت مثل هؤلاء القوم ارغب
قلوبا ولا اكذب السنا ولا اجبن عند
اللقاء يعني رسول الله والمؤمنين فقال
واحد من الصحابة كذبت ولانت منافق
ثم ذهب ليخبر رسول الله فوجد القرآن
قد سبقه فجاء ذلك الرجل رسول الله وكان
قد ركب ناقته فقال يا رسول الله
انا كنا نخوض ونلعب ورسول الله يقول
ابالله وآيته كنتم تستهزؤن ولا يلتفت
اليه وما يزيد عليه - (تفسير كبير صـ ۴۸۷
جلد ۴)

منافقون مین سے ایک شخص نے تبوک کے جنگ مین کہا کہ رسول اللہ اور مومنون سے بڑہکر ڈرنے والا اور جہوٹ بولنے والا اور بزدل مینے کوئی نہین دیکہا ایک اصحابی نے سنکر کہا ہے کہ قسم ہے تو جہوٹ بولتا ہے اور تو منافق ہے - یہہ کہکر وہ آنحضرت کی پاس گیا تو آگے اس شخص کے حق مین قرآن نازل ہوچکا تہا پہر وہ شخص بہی آیا اور عذر کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ہم تو سفر کاٹنے کو دل لگی کرتے اور کہیلتے آنحضرت اسکے جواب مین یہی فرماتے کہ کیا تم خدا اور اسکی آیتون سے ہنسی کرتے تہے اور اس شخص

کیطرف التفات نکرتے۔

اور سورہ منافقون میں ہے جب منافق تیرے پاس اے رسول آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم

اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک
لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ
یشہد ان المنافقین لکاذبون اتخذوا
ایمانہم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انہم ساء
ما کانوا یعملون - × × × × × ×
ہم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند
رسول اللہ حتی ینفضوا وللہ خزائن السموات
والارض ولکن المنافقین لا یفقہون یقولون
لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا
الاذل وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین
ولکن المنافقین لا یعلمون --

اسبات کی شہادت دیتے ہیں کہ تو خدا کا
رسول ہے اور یہہ بات خدا جانتا ہے کہ
تو اسکا رسول ہے اور خدا شہادت دیتا
ہے کہ منافق جھوٹ بولتے ہیں یعنی
دل سے تجھے رسول نہیں جانتے — اپنی
قسموں کو اونہوں نے سپر بنا لیا ہے یعنی
جس سے وہ اپنے مال و جان بچاتے ہیں
اور وہ خدا کے راہ سے روکتے ہیں [illegible]
برا ہی جو وہ کرتے ہیں — [illegible]
جو لوگ رسول کے ساتھ ہیں [illegible]
جب تک ادہر ادہر سے بھاگ نہ جائیں [illegible]

آسمان و زمین کے خزانے خدا کے ہیں پر منافق نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں ہم اگر
پھر کر مدینہ پہنچے تو (ہم) عزت والے لوگ ان ذلیل (مسلمان) کو نکال دینگے حالانکہ
عزت خدا ہی کے لئے ہے اور رسول اور مومنین کے لئے پر منافق نہیں جانتے۔

اور جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ اثناء سفر میں ایک مہاجر نے انصاری کو چوٹ

عن جابر بن عبد اللہ قال کنا فی غزاۃ
فکسع رجل من المہاجرین رجلا من الانصار
فقال الانصاری یا آل الانصار وقال
المہاجری یا آل المہاجرین فسمع ذلک

ماری تو انصاری نے اپنے قبیلہ کو
پکارا اور مہاجر نے مہاجرین کو پکارا
آنحضرت نے اس پکار کو سنا تو فرمایا
کہ یہہ کیسے کافروں کی سی پکار ہے۔ [illegible]

رسول اللہ صلعم فقال ما بال دعوی جاہلیۃ قالوا یا رسول اللہ صلعم کسع رجل من المہاجرین رجلا من الانصار فقال دعوہا فانہا منتنۃ فسمع بذلک عبد اللہ بن ابی فقال فعلوہا اما واللہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل فبلغ ذلک النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقام عمر فقال یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق ہذا المنافق فقال النبی صلعم دعہ لا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابہ ۔ رواہ البخاری

چھوڑ دو یہہ بد بو ہے ۔ یہہ قصہ عبد اللہ نے سنا تو کہا کہ اگر ہم مدینہ پہنچے تو ان ذلیل (مسلمانوں) کو وہان سے نکال دینگے ۔ یہہ قول اسکا آنحضرت کو پہنچا تو وہان حضرت عمرؓ کہڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ مجہے آپ اجازت دین کہ مین اس منافق کی گردن ماردون† آن حضرت نے فرمایا ۔ جانے دو لوگ یہہ نکہین کہ محمد صلعم اپنے ساتہیون کو مارتا ہے ۔

ان آیات مین خدا تعالے نے صاف طور پر منافقین کا اظہار کلمۃ الاسلام و ادای احکام مین جہوٹا و ریاکار ہونا بتلایا ہے اور انکے نفاق و جہوٹ پر اُن ہی کے اقوال و افعال مکذبہ اسلام کو دلیل ٹہرایا ہے جس سے ہمکو صاف قانون بتا دیا ہے کہ جس شخص کا فعل و قول ایمان و اسلام کا یقیناً مخالف و مکذب ہو اسکا دعوی ایمان بے اعتبار ہے اور وہ شخص جہوٹا و ریاکار ہے گو زبانی لا الہ الا اللہ محمد رسول کہتا ہے پر دل سے اسکو جہوٹ جانتا ہے تب ہی بے مبالاۃ اس کلمہ کے مکذب افعال و اقوال کا مرتکب ہے ۔ شاید کوئی نیچری یا کوئی اور مسلمان ہماری اس تقریر و استدلال پر یہہ

---

† یہہ کہنا انکا بعوض اس شخص کے ارادہ ضرر رسانی کرتا جو با تفاق کل اہل سیاست و ریاست مذہب ہون خواہ غیر مذہب مسلمان ہون خواہ غیر مسلم جائز ہے ۔ صرف کفر و نفاق کے سزا مین نہ تہا اسلیے کہ منافق اور کافر تو اور بہت آن حضرت کے امن مین رہتے تہے جنکے مال و جان سے آپ تعرض نفرماتے اس سے وہ اعتراض مخالفین مذہب اسلام کا اہل اسلام پر کہ مسلمان صرف مخالفۃ مذہبی کے سب لوگون کو مال و جان سے تعرض کرتے ہین دفع ہوا اور مسلمانون کا عملدرآمد کا انصاف و انتصف پر مبنی ہونا ثابت ہوا ۔

اعتراض کرے کہ منافقین عصر نبوی کا اظہار کلمۂ اسلام مین جہوٹا ہونا تو وحی سے معلوم ہوا تہا۔ صرف انکے اقوال و افعال سے آنحضرت صلعم اور انکے اصحاب نے استنباط نہین کیا اور چونکہ اسوقت وحی منقطع ہے پس کسیکے مجرد اقوال و افعال اسکا اظہار کلمہ مین جہوٹا ہونے کا یقین کیونکر ہوسکتا ہے ۔

اسکا جواب نیچریون کے لئے تو یہہ ہے کہ تمہارے مذہب کے رو سے وحی کی حقیقت† بجز اسکے اور کچہہ نہین ہے کہ قانون قدرت یعنے دنیا اور دنیا والون کے حالات جنمین منافقین کے اقوال و افعال بہی داخل ہین) مین غور کرین اور جو اس سے نتائج پیدا ہوسکین وہ نتائج نکالکر انپر یقین کرین ۔ اور اون معنے کر وحی منقطع نہین ہے جیسے آن حضرت کے وقت مین تہی ویسا ہی اب بہی ہے اور آئندہ بہی ہمیشہ کے لئے جاری ہے چنانچہ تمہاری نیچری پیغمبر آخر الزمان آنرابل سید احمد خان نے اسوقت کو ہندوؤن اور انگریزون ذ بابو کیشب چندر سین و سوامی دیانند سرستی

---

† یہ جو تہذیب ماہ ربیع الاول ۱۲۹۷؁ مین بضمن مضمون (الوحی والالہام) کے کہا ہے ۔ ایسے بہی لوگ ہین جنہون نے اپنے حالات کو سوچا اور دوسرون کے حالات کو دیکہا اور ایک ایسا امر انکو دلمین پڑا جس سے اونہون نے تعلیمی اور قومی اور سوشیلی اثرون پر غلبہ پایا اس دلمین پڑنے والی شے کو الہام اور وحی کہتے ہین اگر وحی و الہام نہ تہا تو اور کیا تہا جسنے کالون اور لوتہر کے دل کو بہی برے رستہ سے پہیرا اور ہماری ہی زمانہ مین اس قابل تعلیم و ادب شخص بابو کیشب چندر سین کے دلکو خدائے واحد کیطرف موڑا اور سوامی دیانند سرستی کے دل کو مورتی پوجن سے پہیرا ۔ وحی اور الہام اس ہمیشہ ہستی کا دائمی فیض ہے جو نہ منقطع ہوا ہے نہ منقطع ہوگا اگر وہ کبہی [illegible] کسی سے ہمکلام ہوا ہے تو وہ اب بہی ہمکلام ہونیکو موجود ہے اور اگر اسنے کسیکو اپنا دیدار دکہایا ہے تو اب بہی دکہانیکو حاضر ہے اگر وہ آگ کی صورت یا آدمی کی صورت بنتا جاتا تہا تو اب بہی وہ بن جاتا ہے اگر وہ شخص پائے جس سے وہ ہمکلام ہو اور جسکو وہ اپنا دیدار دکہا دے ۔

د کا انکے صاحب ولو تہر صاحب) کے لئے ان معتبر کر وحی تجویز کی ہے اور ہمیشہ کے لئے اسکے جاری رہنے کی بطور پیشینگوئی خبر دی ہے جس سے درپردہ اپنے لئے منصب پیغمبری کا اثبات آپکا مقصود ہے۔ بنا ؤ علیہ آنحضرت صلعم نے بہی ان ہی حالات اقوال و افعال منافقین سے انکا اظہار اسلام مین جہوٹا ہونا استنباط کیا تہا اور اسی سے انکے منافق ہونیکا نتیجہ نکالا تہا اسکے سوائے کوئی اور پیغام خاص خداوندی غیب سے انکو نہ پہنچا تہا کہ فلان شخص کے دل مین ایمان نہین ہے ویسا ہی اب بہی انکے اقوال و افعال سے انکا منافق ہونا نکل سکتا ہے اور اسپر یقین کرنا ممکن ہے۔ اور مسلمانونکو لیے اسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک منافقین عصر نبوی کا حال آنحضرت کو وحی سے (جو اہل اسلام کے نزدیک القاء غیبی سے عبارت ہے جسمین فکر و غور و عقل کو دخل نہین ہے) معلوم ہوا۔ اور بعد ختم رسالت محمدیہ اسکا انقطاع ہو چکا ہے مگر اسی وحی نے ہمکو شناخت حال منافقین کا ایسا قانون بتا دیا ہے جسکے ذریعہ سے ہر وقت اور ہر شخص کو جو اسی وحی پر مطلع ہو منافقین کا پہنچاننا ممکن ہے۔

وحی نے بلا دلیل بیان حال منافقین پر اکتفا نہین کیا بلکہ اسکے ساتھہ انکے نفاق کے ظاہری دلایل کو بہی بتا دیا اور تمام مسلمانون کو یہہ جتا دیا کہ ان منافقون کا مسلمانون کی صحبت مین اسلام و احکام و آیات کی اہانت کرنا اور اپنے مقدمات و معاملات مین آنحضرت صلعم کے فیصلہ سے ناخوش ہونا اور آیات و رسول کی ہنسی اوڑانا اور نماز وغیرہ احکام سے جی چرانا انکے نفاق پر دلیل ہے جس سے یہہ تعلیم عام ہدایت امم منظور ہے کہ جسکو ایسا پاؤ اسکو منافق سمجہو اور جسکے قول یا فعل کو مکذب ایمان و اسلام مشاہدہ کرو اسکو دعوی اسلام مین جہوٹا سمجہ لو۔

[illegible] نظر آنحضرت کے اصحاب جو مشاہدین وحی تہے جس شخص کے اقوال و افعال مین [illegible] مخالف اسلام کا مشاہدہ کرتے اسکو اظہار کلمۃ الاسلام مین جہوٹا اور منافق سمجہتے اور آنحضرت [illegible] تقریر [illegible] معونیت و وحی نبوت

نبوت سے اس عام قاعدہ سے مخصوص و مستثنیٰ جانتے۔ دیکھو اسی واقعہ تبوک مین جب ایک صحابی نے عبد اللہ ابن ابی کو مجرد ان کلمات اہانت نبی کے سبب سے منافق کہا تو آن حضرت اسکو یہہ نفرمایا کہ تو نے صرف ان کلمات کی سبب سے قبل نزول وحی انکو منافق کیون کہدیا بلکہ وحی نے اسکے قول کی تصدیق کیا اور جب عبد اللہ کا یہہ کہنا کہ ہم مدینہ پہنچینگے تو وہان سے ان ذلیل مسلمانون کو نکال دینگے ثابت ہوا تو اسپر حضرت عمر رضہ نے دعنی اضرب عنق ہذا المنافق کہا تو انکو آنحضرت نے یہی دعہ لا یتحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابہ فرمایا انکے فہم و استنباط کو رد نکیا۔

اور بعد رحلت حضرت رسالت جو کچھ حضرت ابو بکر رضہ منکرین وجوب زکوۃ سے معاملہ کیا وہ بہی اسی قانون استنباط پر مبنی تہا کہ آپ نے ان لوگون کو انکار حکم قطعی کے سبب مرتد سمجہ لیا۔ حضرت عمر رضہ نے چاہے تو اوسکے خلاف کیا اور انکو ابتدا ہر کلمہ پڑہنے کو سند ٹہرایا آخر وہی حق جو حضرت ابو بکر کو سوجہا تہا انکو سمجہہ مین آگیا اور انہون بہی توافق کرلیا۔ اسکے نظائر و تمثیلات کتب احادیث مین بکثرت موجود ہین پر انکی نقل و تفصیل کی گنجائش یہان نہین ہے اسی ہدایت وحی و تعلیم الہی و تقریر عصر نبوی کی دست آویز پر علماء اسلام و فقہاء اسلام نے ان کلمہ پڑہنے والون کو جنکے اقوال و افعال مکذب و مخالف اس کلمہ کے ہون زندیق و مرتد کہا ہے اور دائرہ اسلام سے انکو خارج کیا ہے۔ کتاب منح الازہر شرح فقہ اکبر مین کہا ہے

ومنہا ان استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلالۃ	کہ گناہ کو مباح جاننا خواہ چہوٹا گناہ ہو خواہ بڑا کفر ہے اگر اسکے گناہ کا ثابت ہونا بدلیل قطعی ثابت

---

۱ جیسے [illegible] یا حاطب بن ابی بلتعہ وغیرہ سے ایسے امور کا صدور ہوا اور حضرت عمر وغیرہ نے انکو منافق کہا تو آنحضرت نے نور نبوت سے انکی ایمان کی شہادہ کرکے انکو مخصوص و مستثنی کردیا اور حضرت عمر کے عام قانون استنباط کو رد نفرمایا - دیکھو صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث - اور چونکہ اب وحی منقطع ہے ٥

٥ جیسے اب کسیکو ولی ایمان کی شہادت سے مخصوص و مستثنی نہین کیا جا سکتا بلکہ جیسے امور کہ سرزد ہون اسکو [illegible] استثنا کا [illegible] وحی کی نسبت اب [illegible] تکفیر قرینہ ہو زیادہ قانون استنباط وسیع ہوا - حاشیہ

۲ جیسا کہ حضرت عمر رضہ صحیح بخاری مین [illegible] مروی ہے کہ آنحضرت کے وقت مین لوگ وحی ہی کے ذریعے سمجہے جاتے تہے [illegible] انتہی بمعناه - حاشیہ الحاشیہ

قطعیتہ وکذا الاستہانتہ بہا کفر بان یعدہا ہینتہ سہلتہ ویرتکبہا من غیر مبالاۃ بہا ویجری مجری المباحات فی ارتکابہا وکذا الاستہزاء علی الشریعۃ الغراء کفر لان ذلک من امارات تکذیب الانبیاء ع م قال ابن الہمام وبالجملۃ فقد ضم الی تحقق الایمان اثبات الامور الاخلال بہا اخلال بالایمان اتفاقاً کترک السجود لصنم وقتل نبی او الاستخفاف بہ او بالمصحف والکعبۃ وکذا مخالفۃ ما اجمع علیہ وانکارہ بعد العلم بہ یعنی من امور الدین فان من انکر جود حاتم او شجاعۃ علی لا یکفر۔ قال ابن الہمام وقد کفر الحنفیۃ من واظب علی ترک السنۃ استخفافاً بہا بسبب انہا انما فعلہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ او استقبحہا کمن استقبح من اخر جعل بعض العامۃ تحت حلقہ او احفاء شاربہ۔

قلت ولذا روی ان ابا یوسف رح ذکر انہ ع م کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احبہا فحکم بارتدادہ وعلی ہذا الاصول

ایسا ہی گناہ کو ہلکا جاننا کفر ہے اسکی صورت یہہ ہے کہ اسکو سہل جانے اور بے پروائی سے اسکا ارتکاب کرے اور اسکو بطور مباحات عمل مین لاوے۔ ایسا ہی شریعت سے ہنسی کرنا کفر ہے اسلئے کہ یہہ سب انبیاء کو جھوٹا جاننے کی علامات ہین شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ ایمان کے ثابت ہونے کے ساتھہ کئی ایسے امور کے اثبات کا ضمیمہ لگا ہے جنمین خلل اندازی بالاتفاق ایمان مین خلل اندازی ہے جیسے بت کے آگے سجدہ کرنے اور نبی کی قتل یا اہانت کرنے یا قران شریف یا کعبہ شریف کی اہانت کرنے سے بچنا ایسا ہی دین کے اتفاقی امور سے دیدہ و دانستہ انکاری ہونے سے بچنا دین ہونے کی قید اسلئے لگائی ہے کہ دنیا کی امور اتفاقی ہی کیون نہون جیسے حاتم کی سخاوت اور حضرت علی رض کی شجاعت انسے انکار کفر نہین ہے۔

شیخ ابن الہمام نے کہا ہے کہ حنفیہ نے اس شخص کو کافر کہا ہے جسنے سنت کو ہلکا سمجھکر ترک کر رکھا ہو آنحضرت کا زاید و فضول فعل سمجھکر یا برا جانکر جیسے کوئی

تبتنی الفروع التی ذکرت فی الفتاوی من
انه اذا اعتقد الحرام حلالاً فان کان حرمته
لعینه وقد ثبت بدلیل قطعی یکفر والا فلا
بان یکون حرمته لغیره او ثبت بدلیل ظنی
وبعضهم لم یفرق بین الحرام لعینه ولغیره
فقال من استحل حراماً قد علم فی دین النبی
تحریمه کنکاح ذوا المحارم او شرب الخمر
او اکل میتة او دم او لحم خنزیر من غیر ضرورة
فکافر ومن استحل شرب النبیذ الی
سکر کفر الخ ما یلیق للمراجعة ۔

کیسکے زیر حلق شملہ چہوڑنے یا موچہین کترانے کو بُرا جانے ۔

مین (صاحب کتاب منح الازہر) کہتا ہون اسیواسطے امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اونہون نے ذکر کیا کہ آنحضرت کدو کو پسند فرماتے تو ایک شخص نے اسکے مقابلہ مین کہا کہ مجھے تو کدو اچھا نہین لگتا اسپر امام ابو یوسف نے اسی شخص پر مرتد ہونے کا حکم لگا دیا ۔ انہی اصول پر وہ فروعات مبنی ہین[۴] کہ جو شخص حرام کو حلال سمجہہ لے اگر اس حرام کی حرمت ذاتی ہے اور دلیل قطعی سے ثابت ہے تو وہ شخص کافر ہی اور اگر حرمت لغیرہ ہے اور دلیل ظنی سے ثابت ہے تو کافر نہین ہے اور بعض علماء نے حرمت ذاتی وغیرہ مین فرق نہین کیا اور یہہ کہدیا کہ جسنے ایسے حرام کو حلال جانا جسکا حرام ہونا آنحضرت کی دین مین یقیناً معلوم ہے جیسے مان بہن وغیرہ محرمات ابدیہ سے نکاح کرنا یا شراب پینا یا مُردار یا لہو یا خنزیر کا گوشت (بدون حالت ضرورت و اضطرار کے کہانا وہ کافر ہے اور جو شخص شیرہ انگور یا کہجور کو جو حد نشہ کو پہنچ جاوے حلال سمجھے وہ بہی کافر ہے ۔ تا آخر عبارت جو پوری دیکھنے کے لائق ہے ۔ اور کتاب

باب المرتد ۔ هو لغة الراجع مطلقاً وشرعاً
الراجع عن دین الاسلام ورکنها اجراء
کلمة الکفر علی اللسان بعد الایمان وهو
تصدیق محمد صلعم فی جمیع ما جاء به عن الله

درمختار مین ہے یہہ باب احکام مرتد کے بیان مین ہے ۔ مرتد لغت مین پہرنے والے کو (خواہ کسی چیز سے ہو) کہتے ہین اور شرع مین اسکو کہتے ہین جو خاص دین اسلام سے پہرجاوے

[۴] جو فتاون مین مذکور ہین

تعالے فی ما علم مجیئہ ضرورۃً وہل ہو فقط او ہو مع الاقرار قولان۔ واکثر الحنفیۃ علے الثانی والمحققون علے الاول والاقرار شرط لاجراء الاحکام الدنیویۃ بعد الاتفاق علے انہ یعتقد متے طولب بہ اتی بہ فان طولب بہ فلم یقر فہو کفر عناد وقال المصنف وفی الفتح من ہزل† بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقد للاستخفاف فہو ککفر العناد۔ والکفر لغۃ الستر وشرعاً تکذیبہ صلعم فی شیٔ مما جاء بہ من الدین ضرورۃ والفاظہ تعرف فی الفتاوے بل افردت بالتالیف مع انہ لا یفتی بالکفر بشیٔ منہا الا فیما اتفق المشائخ علیہ۔

اس ارتداد کا رکن یہہ ہے کہ بعد ایمان کلمہ کفر زبان پہ لاوے۔ اور ایمان کی تعریف یہہ ہے کہ جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کیطرف سے لائے ہیں اور وہ بطور بداہۃ و یقین آنحضرت سے ثابت ہوا ہے اسکو مانا جاوے۔ × × × × × مصنف نے ذکر کیا ہے کہ فتح القدیر میں ہے کہ جو شخص کلمہ کفر ہنسی سے کہے وہ بھی مرتد ہو جاتا ہے اگرچہ دل سے کفر کا معتقد نہو یہہ اسلئے کہ اس ہنسی میں شریعت کو ہلکا سمجھنا پایا جاتا ہے اور یہہ بھی ایسا کفر ہے جیسے دانستہ کفر کرنا۔ کفر کے معنے لغۃ میں ڈھکنا ہے اور شرع میں آنحضرت کو جھٹلانا کسی خبر میں جو آنحضرت لائے ہیں اور وہ آنحضرت سے یقیناً و ضرورۃً ثابت ہے اس کفر کے الفاظ مشہور ہیں جو کتب فتاوے میں پائے جاتے ہیں بلکہ اس باب میں مستقل تالیفات بھی ہیں مگر ساتھہ اسکے یہہ بھی لحاظ ضروری ہے کہ ان سبھی الفاظ پہ فتوی کفر نہ لگانا چاہئے بلکہ صرف ان ہی الفاظ پہ لگانا چاہئے جنسے بالاتفاق کفر ثابت ہوتا ہے۔

ناقل لکھتا ہے ان الفاظ کی تفصیل عالمگیری وغیرہ کتب فتاوی میں موجود ہے جو چاہے ان کتابوں کا مطالعہ کرے مگر اسمیں خوب تثبت و تحقیق مدنظر رکھے ان سبھی الفاظ پہ فتوی کفر نہ لگا دے بلکہ صرف ان ہی الفاظ پر جنمیں قطعیات و ضروریات دین کا انکار

---

† اس امر کی وہ حدیث مؤید ہے جو ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے قال رسول اللہ صلعم ثلث جدہن جد وہزلہن جد النکاح والطلاق والرجعۃ۔

بایا جاوے - چنانچہ امام غزالی کا دعوی ہے اور اُسکی تائید مین یہہ بحث ہو رہی ہے - اور جو فقہا و علماء کلام نے† لا نکفر احداً من اہل القبلۃ کہہ رکہا ہے وہ ہی تکفیر مرتدین کے **مخالف نہین** ہے اور باوجود صحیح و درست ہونے کے اس مدعا کا معارض و مناقض نہین ہے اور قول معترض کا مصدق و مؤید نہین - آپ ناحق اسپر خوش ہو بیٹہے ہین اور بلا فایدہ اسکو صحیح و درست فرماتے ہین وہ قول ایسا عام نہین ہے کہ جسنے ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہا اور قبلہ کیطرف مُنہ پہیرا پہر خواہ وہ مرتد ہوگیا یا سرے ہی سے زندیق و منافق تہا وہ اسمین شامل ہوگیا اور اہل قبلہ مین داخل ہوا - اور باوجود ارتکاب کفر اتفاقی کے تکفیر سے بچنے کا مستحق ہوگیا بلکہ وہ قول تو خاص اون لوگون کے حق مین ہے جو ضروریات و قطعیات و اتفاقیات دین کے اقراری ہین اور نفاق و کفر قطعی سے بری و انکاری ہین اور بعض ایسے امور کے معتقد ہین جنکو صرف بدعت کہا جاتا ہے اتفاقی کفر سے تعبیر نہین کیا جا سکتا اور جو ان امور کو کفر کہے اسکے ہاتہ مین کوئی دلیل قطعی نہین ہے -

ایسے لوگون کی نسبت علماء اہل سنت نے کہہ رکہا ہے کہ اہل اسلام کو ایسے امور کے نظر سے باہمی تکفیر مناسب نہین ہے - چنانچہ برطبق سے تصنیف رہ منصف نکلو اندیا انہی اس قول کا مطلب انہون نے خود ہی لکہدیا ہے اور اعتراض تناقض و تدافع کو جو احتمال معترض کے خیال مین گذرنے کا احتمال رکہا تہا دفع کر دیا ہے - شرح فقہ اکبر مین

ثم اعلم ان المراد باہل القبلۃ الذین اتفقوا علی ما ہو من ضروریات الدین حدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ تعالی بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذلک من مسائل المہمات فمن واظب

کہا ہے - پہر جان لو کہ اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہین جو ان اصول پر جو دین سے ضرورۃً (یعنی بداہۃً و یقیناً) ثابت ہین اتفاق رکہتے ہین جیسے اعتقاد عالم کے حادث ہونیکا اور اعتقاد جسمون کے اوٹہائے

---

† یعنے ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہین کہتے -

طول عمرہ علے الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم اونفی الحشر اونفی علمہ سبحانہ بالجزئیات لایکون من اہل القبلۃ وان المراد بعدم تکفیر احد من اہل القبلۃ عند اہل السنۃ انہ لایکفر مالم یوجد شیئ من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر عنہ شیئ من موجباتہ۔

جانے کا اور یہہ اعتقاد کہ خدا تعالی کو سب کلیات وجزئیات کا علم ہے ایسے ہی اور مسائل جو مہمات دین سے ہین۔ پس جو شخص عمر بہر ظاہری طاعات وعبادات پر مواظبت (ہمیشگی) کری اور ساتھہ اسکے یہہ بہی اعتقاد رکہے کہ عالم قدیم ہے یا حشر اجسام نہوگا یا خدا تعالے کو جزئیات مخلوقات کا علم نہین ہے وہ شخص اہل قبلہ سے نہین ہے۔

اور اس قول سے (کہ اہل قبلہ کی تکفیر نکیجاوے) بہی یہی مراد ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نکرین جب تک کہ انمین علامات ونشان تکذیب نپائی جاوین اور موجبات تکذیب صادر نہون یعنے جب انسے موجبات تکذیب سرزد ہون پہر خواہ وہ عام اہل قبلہ چہوڑ خاص اہل سنت ہی کیون نہ کہلاتے ہون۔ جیسے کسی نے بت کے آگے سجدہ کردیا یا زنار پہن لیا یا شراب یا خنزیر کو حلال کہا یا فرائض ونصوص قطعیہ سے انکار کیا تو انکی تکفیر واجب ہے نہ اسوقت وہ اہل قبلہ رہتے ہین نہ اس مسئلہ عدم تکفیر اہل قبلہ کی مورد ومصداق ہوسکتے ہین۔ یہی مطلب **شرح مواقف** سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اسمین باوجودیکہ اہل قبلہ کو کفر سے بچایا ہے پہر علامت تکذیب پر صاف کفر کا حکم لگایا ہے اور اسپر اجماع کا منعقد ہونا تسلیم کرلیا ہے۔ چنانچہ خاتمہ کتاب مین فرمایا ہے مقصد ثالث کفر کی بیان مین ہے کفر ایمان کا خلاف ہے

المقصد الثالث فی الکفر وہو خلاف الایمان فہو عندنا عدم تصدیق الرسول فی بعض ما علم مجیئہ ضرورۃ فان قیل فشدُّ الزنار ولبس الغیار بالاختیار لایکون

پس ہمارے نزدیک اسکی تعریف یہہ ٹہری کہ آنحضرت کی کوئی بات جو بطور ضرورت و بدائت آپسے ثابت ہے نہ مانین۔ اسپر کوئی شبہہ کرے کہ اس تعریف کی رو سے تو زنار

كافرًا اذا كان مصدقًا فی الكل وهو باطل اجماعًا قلنا جعلنا الشیٔ الصادر باختیاره علامة التكذیب فحكمنا علیه بذلك

اور غیار (یہہ بہی زنار کیطرح کفار کی علامت ہے) پہنتو الہ کافر نہو اگر وہ دل سے آنحضرت کی ساری باتین مانتا ہو حالانکہ یہہ امر (اسکو کافر نکہنا) بالاتفاق باطل ہے اسکے جواب مین اور اُسکو کافر و مکذب ہونے کے ثبوت مین ہم کہتے ہین کہ ہمنے اس فعل کو جو اوس سے باختیار خود صادر ہوا ہے تکذیب کی علامت قرار دیا ہے پس اس فعل سے اسپر کافر غیر مصدق ہونیکا حکم لگایا ہے ۔

علامہ تفتازانی نے اس باب مین اس بسط و تفصیل سے بحث کی ہے کہ اسمین اس جواب کی بہی تائید ہے اور اصل کلام امام غزالی کی (جسپر معترض نے اعتراض کیا ہے) حرف بحرف تصدیق پائی جاتی ہے ۔ چنانچہ **شرح مقاصد** مین فرماتے ہین کفر کی تعریف یہہ ہے کہ جو امور بطور ضرورت و بداہت آنحضرت سے ثابت ہین انکو کوئی نہ مانے ۔ اسپر کوئی اعتراض کرے کہ جو شخص شرع یا شارع کی اہانت کرے یا قرآن مجید کو نجاست مین ڈالدے یا باختیار خود زنار پہن لے وہ بالاتفاق کافر ہے اگرچہ آنحضرت کی ساری باتون کو مانتا ہو مگر اس تعریف اور دوسری تعریف کفر پر جسمین تصدیق کا نہونا اعتبار کیا گیا ہے یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہہ دونون تعریفین اپنے افراد کو جامع نہین رہتین ۔ یعنے ان کفار کو جنمین علامات تکذیب تو پائی جاتی ہین پر بظاہر

قال البحث السادس الكفر عدم الایمان عما من شانه وهذا معنی عدم تصدیق النبی صلعم فی بعض ما علم مجیئه به بالضرورة والظاهر ان هذا اعم من تكذیبه صلعم فی شیٔ مما علم مجیئه به علی ما ذكره الامام الغزالی لشموله الكافر الخالی عن التصدیق والتكذیب واعتذر الامام الرازی بان من جملة ما جاء به النبی صلعم ان تصدیقه واجب فی كل ما جاء به فمن لم یصدقه فقد كذبه فی ذلك ضعیف لظهور المنع ۔ فان قیل من استخف بالشرع والشارع او القی المصحف فی القاذورات او شد الزنار بالاختیار كافر اجماعًا وان كان

وان كان مصدقاً للنبي صلعم في جميع ما جاء به وحينئذ يبطل عكس التعريفين وان جعلت ترك المامور به او ارتكاب المنهي عنه علامة التكذيب وعدم التصديق لبطل طردهما لغير الكفرة من الفساق قلنا لو سلم اجتماع التصديق المعتبر في الايمان مع ترك المامور التي هي كفر وفاقاً فيجوز ان يجعل الشارع بعض محظورات الشرع علامة التكذيب فيحكم بكفر من ارتكبه وبوجود التكذيب فيه وانتفاء التصديق عنه كالاستخفاف بالشرع وشد الزنار وبعضها لا كالزنا وشرب الخمر ويتفاوت ذلك الى متفق عليه ومختلف فيه ومنصوص عليه ومستنبط من الدليل وتفاصيله في كتب الفروع وبهذا يندفع اشكال آخر وهو ان صاحب التاويل في الاصول اما ان يجعل من المكذبين فيلزم تكفير كثير من الفرق الاسلامية كاهل البدع والاهواء بل المتاولين من اهل الحق واما ان لا يجعل فيلزم عدم تكفير المنكرين لحشر الاجساد وحدوث العالم وعلم الباري بالجزئيات فان تاويلهم

مصدق ہیں شامل نہیں ہوتیں۔ اور اگر حکم کے خلاف اور گناہ کے ارتکاب کو علامت تکذیب ٹھرایا جاوے تو دونوں تعریفیں افراد غیر کو مانع نہیں ہوتیں۔ یعنے مومن فاسق جو حکم کا خلاف اور گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں تعریف کفر میں داخل ہوتی ہیں تو اسکے جواب میں ہم کہینگے۔ کہ اگر ہم مان لیں کہ جو امور مکذبہ بالاتفاق منافی ایمان ہیں انکے ساتھ تصدیق کا پایا جانا ممکن ہے تو یہہ بھی جائز ہے کہ شارع بعض ممنوعات کو علامت تکذیب ٹھراوے جنکو مرتکب پر حکم کفر لگایا جاوے اور اسمیں تکذیب کا پایا جانا اور تصدیق کا نہ ہونا تجویز کیا جاوے۔ ان ممنوعات کی مثال شرع کی اہانت کرنا ہے اور زنار پہن لینا اور بعض ممنوعات کو جیسے زنا کرنا اور شراب پینا شارع علامت تکذیب نہ ٹھراوے۔ یہہ قسم پھر متفاوت ہے بعض ممنوعات اس قسم سے متفق علیہ ہیں بعضے اختلافی بعضے نصی ہیں بعض استنباطی جنکی تفصیل کتب فروعات میں ہے۔ اس جواب سے ایک اور شبہ بھی

+ اسمیں ہماری باتوں کی تصدیق ہے جو ہم نے [illegible] میں کہی ہے کہ خدا تعالے [illegible] ہوئے کسی آگے سر جھکانا کو شرک ٹھرایا ہے۔ حاشیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.